مبلغ الرجال

جناب پروفیسر محمد اسلم، استاذ شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں خواجہ عبید اللہ المعروف بخواجہ کلاںؒ بن خواجہ باقی باللہ دہلویؒ کی ایک نادر فارسی تصنیف "مبلغ الرجال" کا مخطوطہ موجود ہے جس کا فہرست نگار نے یونیورسٹی کلکشن میں نمبر ۱۹۱ کے تحت اندراج کیا ہے۔ یہ مخطوطہ ۲۷ اوراق پر مشتمل اور کافی کرم خوردہ ہے۔ اس رسالہ کا ایک اور نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے جس کا فہرست نگار نے دہلی کلکشن میں نمبر ۱۱۱۲ کے تحت اندراج کیا ہے۔ اس وقت تک اس رسالے کے یہی دو نسخے منظر عام پر آئے ہیں۔

مبلغ الرجال کے سرورق پر یہ عبارت موجود ہے :-

"رسالہ مبلغ الرجال من مصنفات حضرت خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ یوم الثلثاء ۱۰۶۶ ہجری صلی اللہ علیہ وسلم"

اسی طرح رسالہ کے اختتام پر یہ عبارت درج ہے :

"وقد فرغت من تسوید هذه العجالة ست وستین لبعد الف"

ان دونوں تحریروں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس رسالہ کا سال تالیف اور سال کتابت ایک ہی ہے۔ اگر مصنف کے نام سے پہلے "حضرت"

تحریر نہ ہوتا تو ہم یہ باور کر لیتے کہ یہ رسالہ فاضل مصنف ہی کا تحریر کردہ ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ کاتب نے اسے سالِ تالیف ہی میں اصل نسخے سے نقل کیا ہے۔

مولانا عبدالحیؒ نے نزہتہ الخواطر میں خواجۂ کلاں کی تصانیف کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں "مبلغ الرجال" شامل نہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ اس رسالہ کے مخطوطات نایاب ہیں اور دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی دوسری کتاب میں اس رسالہ کا نام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس لئے مولانا عبدالحیؒ اس رسالہ سے بے خبر تھے۔ اس رسالہ کا نام "مبلغ الرجال" عبارت کے درمیان میں بھی موجود ہے۔ اس لیے اس میں شک نہیں کہ یہ رسالہ اسی نام سے موسوم ہے[۱]
فاضل مصنف اس رسالہ کی ابتداء یوں کرتے ہیں:۔

"الحمد لله علی ما من علینا بالارشاد الی سواء السبیل و الصلوۃ و السلام علی سیدنا محمد........ اما بعد گوید بندہ سرافگندہ شرمندہ از کردار تباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجہ آفاق سبطِ آل نبی مویدالملۃ والدین، ابوالوقت خواجہ محمد الباقی قدس سرہٗ احقر عبیداللہ سامحہ اللہ سبحانہٗ"

اکثر جگہ اس رسالہ میں ایسی ہی مرصع عبارات موجود ہیں۔ مثلاً محمود لبستخوانی کا ذکر کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں:۔

"از املاک ولایت خوزستان در عنفوان سن شعور طریق طلب معرفت وکسب سعادت برگزیدہ دل از وطنِ مالوف بریدہ و از ناز و نعم دست افشاندہ در ویرانہای آں سرزمین گوشۂ انزوا گزیدہ بود و آنجا بطاعت وعبادت و ذکر ومراقبہ مشغول بودہ"

اس کتاب کی تالیف کے دوران فاضل مصنف نے مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے:۔

مرآۃ الجنان، کتاب الانساب، مصباح الھدایۃ۔ اصطلاحات مفتاح الانوار، احیاء العلوم، کتاب التنزیل، مشکوۃ الانوار، تنزیہ العقائد اور شرح تعرف۔

---

[۱] این رسالہ ط مبلغ الرجال نام کردہ شد" ورق ۲، الف

ان کتابوں سے استفادہ کے علاوہ فاضل مصنف نے مندرجہ ذیل بزرگوں کے اقوال بھی رسالہ میں نقل کیے ہیں :۔

" ابوعلی دقاق ، شہاب الدین تورپشتی ، مولانا رومی ، احمد غزالی ، محمد غزالی عین القضاۃ ہمدانی ، شیخ عبداللہ یافعی ، ابن جوزی ، ابن الاثیر الجزری ، ابوسعید ابوالخیر ، امیر سید شریف ، شیخ عبدالرزاق کاشی ، فریدالدین عطار ، حسین بن منصور حلاج شیخ شہاب الدین مقتول ، شیخ ابراہیم کاپنوری ، شیخ ابومحمد حریری ، عزیزالدین محمد نسفی ، ملاحسین کاشفی ، خواجہ غیاث الدین مقصود کازرونی ، حضرت علیؓ ، ابوالحسن نوری اوحدالدین کرمانی ، سہل بن عبداللہ تستری ، بایزید بسطامی ، جنید بغدادی ، شبلی ، خواجہ باقی باللہ ، ابوبکر وراق ، ابوالحسن خرقانی ، فخرالدین عراقی ، شیخ عبدالحق محدث ، حضرت مجدد الف ثانی ، شیخ محی الدین اکبر ابن عربی ، ابوبکر کلاباذی ۔ ابوالعباس ابن عطا اور محمود لبسخوانی ۔"

اس رسالہ میں مندرجہ ذیل اشخاص کا ذکر کسی نہ کسی وجہ سے آیا ہے :۔

" سلطان صلاح الدین ایوبی ، محمود غزنوی ، شریف آملی ، امیر تیمور ، ہمایوں اکبر ، جہانگیر ، شاہ جہاں ، اسمٰعیل صفوی ، شیخ مبارک ، لاڈو ، فیضی ، ابوالفضل ، ابوالخیر ابوالبرکات ، ابوالمکارم ، ابراہیم لودی ، اسمٰعیل بن جعفر صادق ، اویس قرنی ، حسن بصری عبداللہ ابن المقنع ، ہارون الرشید ، داؤد ، جلال الدین تھانیسری ، شاہ قاسم انوار میاں شیخ میر ، شیخ عبدالجلیل ، نوشیرواں ، مزوک ، ابوالعباس السفاح ، ابوجعفر منصور ، خلیفہ مہدی ، خلیفہ ہادی ، مولانا زاہد بلخی ، شیخ حسین خوارزمی ، خلیفہ المتوکل المعتصم ، بابک رومی ، یعقوب بن العقیل ، عبداللہ بن سبا ، شیخ محمد بن حسن ملتانی ، سیف الدین بن شیخ سعداللہ بخاری ، شیخ حمید افغان ، سید رفیع الدین صفوی ، سلطان سنجر ، ابراہیم زردشتی اور گشتاسپ بن لہراسپ ۔"

فاضل مصنف نے چونکہ .... طریقت کے اعلیٰ مقامات حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں رہ کر طے کیے تھے ۔ اس لیے جہاں کہیں بھی حضرت کا ذکر آیا ہے مصنف نے ان کا

ذکر بڑے عقیدت و احترام کے ساتھ کیا ہے۔ ایک جگہ آپ ان کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"یکے از کبار صوفیا اعنی بدر الملت و الدین ابوالبرکات شیخ احمد بن شیخ عبدالاحد السہرندی الفاروقی النقشبندی قدس سرہٗ"

ایک دوسرے موقع پر ان کا ذکر ان الفاظ میں گیا ہے:۔

"شیخ الشیوخ العصر شیخ بدر الدین ابوالبرکات احمد السرہندی الفاروقی النقشبندی قدس سرہٗ"

اس رسالے میں ایک جگہ حضرت کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے:۔

"شیخ الشیوخ العصر امام الراسخین و قدوۃ المتمکنین بدر الملت والدین ابوالبرکات شیخ احمد السرہندی الفاروقی النقشبندی قدس سرہٗ"

آمدم برسر مطلب، اس رسالہ میں چار وصل اور ایک فصل موجود ہے جیسا کہ فاضل مصنف فرماتے ہیں:۔

"مطالب ایں رسالہ در چہارم وصل بجاؤ ویک فصل بلفار تحریر می یابد"

ان وصول کے مطالب درج ذیل ہیں:۔

وصل اوّل: در بیان مذہب حکماء۔

وصل دوم: در بیان مذہب متکلمین و جمہور قدماء صوفیہ۔

وصل سوم: در بیان مذہب اتباع شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ حکماء اشراقین و تصرف کہ شیخ العصر بدر الدین ابوالبرکات احمد السرہندی الفاروقی النقشبندی قدس سرہٗ دریں مسئلہ نمودہ اند۔

وصل چہارم: در بیان فصل و رجحان مقام انبیاء علیہم السلام و ہر کہ بر مسلک ایشان علیہم السلام رسوخ ورزد۔

فصل بلفاء: در مذہب ملاحدہ حفظہم اللہ سبحانہ

اب ہم ان میں سے ہر موضوع پر الگ الگ بحث کریں گے۔

وصل اوّل: فلاسفہ کا کہنا ہے:۔

"واجب الوجود موجب نداشت عالم از ذات او صادر شده چنانچہ شعاع از قرص، و وجود معلول از علت، پس تا قرص آفتاب بود شعاع آفتاب، وکذا الحکم فی العلۃ والمعلول، و می گویند کہ اول چیزے از باری تعالیٰ صادر شد جوہری بود۔ نام آں جوہر عقل است اول، و ایں بر اصل اہلِ حکمت است کہ انہ لا یصدر من الواحد الا الواحد۔ پس از باری تعالیٰ کہ احد حقیقی است، احد حقیقی صادر شد و آں عقل اول است"

فلاسفہ کا خیال یہ ہے کہ اسی عقل سے روح و نور، جبرئیل، میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل پیدا ہوئے۔ اور اسی سے لوح و قلم، بیت اللہ، بیت العتیق، بیت الاول اور مسجد اقصیٰ وجود میں آئے۔ پھر اسی عقل سے آدم، ملک مقرب اور عرش عظیم ظہور میں آئے اور یہ جو کچھ بھی معرض وجود میں آیا ہے، یہ جملہ اسامی ایں عقل اند۔

اس کے علاوہ فلاسفہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ یا تو جوہر ہے یا عرض فلاسفہ کے ان اقوال کی تائید میں آپ نے احمد غزالی، ابوعلی دقاق، شہاب الدین تورپشتی مولانا رومی، محمد غزالی، عبدالرحمٰن الجوزی، عبداللہ یافعی، ابن الاثیر الجزری اور عین القضاۃ ہمدانی کے اقوال نقل کیے ہیں۔

وصلِ دوم: خواجہ کلاںؒ رقمطراز ہیں کہ علماء متکلمین کہتے ہیں:۔

"اول چیزے کہ از دریائے عدم بساحل وجود آمد جوہرے بود۔ آں جوہر بشگافت و دو شاخ شد۔ شاخے ازاں بہ مبداء عالم ارواح است و شاخے مبداء اجسام مبداء عالم ارواح دریں جا شریع ما خوانده شده۔ وجعلنا من الماء کل شیٔ حی افلا یومنون"

متکلمین میں ایک گروہ ایسا بھی موجود ہے جس کا یہ خیال ہے کہ سب سے پہلے خدا نے جوہرِ خاک پیدا کیا اور اسی کے واسطے سے دوسری چیزیں پیدا کیں۔ اس نظریہ کی تائید میں بھی خواجۂ کلاں کو عین القضاۃ ہمدانی اور احمد غزالی کے اقوال مل گئے ہیں۔

وصلِ سوم: اہلِ وحدت کا یہ خیال ہے کہ وجود ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور اس

وجود سے ان کی مراد وجودِ باری تعالیٰ ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ باری تعالیٰ کا وجود کوئی جُز یا خُرد رکھتا ہو۔ اہلِ وحدت کہتے ہیں کہ اس کا ایک وجود ظاہری ہے اور دوسرا باطنی، اور یہ باطنی وجود نور ہے اور یہی نور جانِ عالم ہے اور اسی نور سے یہ عالم مالا مال ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ:۔

"ظاہر ایں وجود مظاہر صفات ایں نور اند۔ ہر اسمے و فعلے و صفتے کہ در عالم است جملہ اسامی و افعال از پرتوِ نورِ وجود است۔"

اہلِ وحدت یہ بھی کہتے ہیں کہ:۔

"حقیقت امواجِ متکثرۂ بحر جز بحر نیست۔"

ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ کلمات و حروف کی حقیقت اسی ذات کی تجلیات ہیں۔ اہلِ وحدت کہتے ہیں کہ:۔

"ہمہ صورتہائے علمی حق اند کہ حق تعالیٰ خود را بایں صورتہا ظاہر گردانیدہ است۔"

اس کلام نظریہ کی تائید میں خواجۂ کلاںؒ نے صوفیۂ موحدہ میں سے میر سید شریف، امام غزالی، شیخ شہاب الدین مقتول، ملا حسین کاشفی، خواجہ غیاث الدین منصور کازرونی حسین بن منصور حلاج۔ شیخ عبدالرزاق کاشی، فریدالدین عطار، ابوالحسن نوری۔ اوحدالدین کرمانی، شیخ ابراہیم کانپوری۔ سہیل بن عبداللہ تستری، شیخ ابومحمد حریری اور عزیزالدین محمد نسفی کے حوالے دیے ہیں۔ مزید برآں آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا بھی ایک قول نقل کیا ہے۔

یہ سب لکھنے کے بعد خواجہ صاحب رقمطراز ہیں کہ:۔

"علماء شرع شریف را بر بعضے از کلمات ایں طائفہ اعنی صوفیہ موحدہ اعتراضے است۔"

اس کے بعد آپ نے خود ہی صوفیہ موحدہ پر اعتراضات کیے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا کلام خلافِ شریعت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اس بکھیڑے میں نہ پڑتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یاد آگئی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:۔

الساکت عن الحق شیطان اخرس

لہٰذا میں ان کے اقوال کے جوابات دینے پر مجبور ہوں۔
خواجہ کلاںؒ ابن عربیؒ کا نظریۂ وحدت الوجود بیان کرنے کے بعد قمطراز ہیں کہ اس نظریہ پر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تصرف کیا ہے۔ حضرت کا یہ فرمان ہے کہ:۔

"عبودیت مقام عدم ذاتی و احتیاج است کہ عین حقیقت امکانیہ است۔ پس ہر کہ خود را بر مقام مذکور نگاہ دارد از معارف حضرت الٰہیہ نصیبہ بہتر یابد و ایں مقام مطابق قدم نبوت است۔ پس اہتمام در اکثار عبادت باوجود حصول کمال حقیقی سبب ازدیاد مشخصات کمال وجودی تشخصی آید۔ پس التزام بداں لازم باشد۔ بالجملہ احکام وجود تشخصی را با کمال توحید جمع داشتن قدم انبیاء است"۔

اسی وجہ سے حضرت یہ فرمایا کرتے تھے کہ "منتہیوں کا قول و فعل شریعت سے اقرب ہوگا"۔
ایک دوسرے موقع پر حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ:۔

"جس قدر عارف کا پایۂ عبودیت بڑھے گا اسی قدر کنگرۂ عرفان رفیع تر ہوگا"
آپ کا یہ بھی قول ہے کہ "جنھیں مقام عبودیت پر استقامت ہوگی، انھیں کو معبود کی تجلیوں سے بہرہ ملے گا اور یاد رہے کہ یہی مقام انبیاء علیہم السلام کا تھا اور حضور سرور کائنات مقام عبودیت میں ان سب سے آگے تھے"

وصل چہارم: خواجہ کلاںؒ رقمطراز ہیں کہ:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد توحید کے موضوع پر گفتگو ہونے لگی اور توحید فعلی و توحید صفاتی پر لوگوں کی زبانیں کھلنے لگیں۔ اسی طرح جب توکل اور تفویض کے موضوع زیر بحث آئے تو اویس قرنی اور حسن بصری سے لے کر جنید بغدادی تک رائے زنی کرنے لگے۔ پھر کچھ زمانہ گذرا تو توحید حالی اور توحید حق پر مناظرے ہونے لگے اور محبت و انس اور ہیبت و وصلت پر بھی گفتگو ہونے لگی۔ انہی ایام میں ابن العربی بھی میدان میں نکل آئے اور وحدۃ الوجود کے موضوع پر وعظ کہنے لگے۔ اس کے بعد صحو و تمکین صوفیہ کا تکیہ بنے۔ اس موقعہ پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ صحو و تمکین کمال تنزل درجات ہے اور اسے "قصور استعداد لشرف تجلیات ذاتیہ"

کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

خواجہ کلاںؒ فرماتے ہیں کہ بایزید بسطامی کا قول ہے کہ "نہایات الصدیقین اول احوال الانبیاء" اور اس کی تشریح وہ یوں کیا کرتے تھے کہ اگر احوال الانبیاء کو ایک پانی سے بھری ہوئی مشک سے تشبیہہ دی جائے تو "نہایات الصدیقین" کی مثال اس طراوت جیسی ہوگی جو مسک کی سطح پہ آجاتی ہے (یعنی قطرۂ آب بھی نہیں)، غالباً بایزید کے اسی قول کو پیش نظر رکھ کر ابوالعباس ابن عطا ارمی نے یہ کہا تھا۔

ادنیٰ منازل المرسلین اعلیٰ مراتب الانبیاء۔

ادنیٰ مراتب الانبیاء اعلیٰ مراتب الصدیقین۔

ادنیٰ مراتب الصدیقین اعلیٰ مراتب الشہداء۔

ادنیٰ مراتب الشہداء اعلیٰ مراتب الصالحین۔

ادنیٰ مراتب الشہداء اعلیٰ مراتب المومنین۔

خواجہ کلاںؒ، ابوبکر کلابازی کی "شرح تعرف" کے حوالے سے یہ نقل فرماتے ہیں کہ اس پر اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ خواہ کوئی کتنا بھی بلند پایہ اور قوی مایہ کیوں نہ ہو انبیاء کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایک دوسرے موقع پہ آپ شیخ شہاب الدین مسعود بک خواہر زادۂ سلطان فیروز تغلق کے رسالہ "تنزیہ" کے حوالے سے یہ لکھتے ہیں کہ:۔

"نبوۃ صفتے است مخصوص کہ یافتہ نشود مگر در انبیاء مثل نطق در لسان و ولایت صفتے است کہ یافتہ می شود در انبیاء و غیر انبیاء مثل حیوۃ کہ شامل ست مر انسان و حیوان"

خواجہ صاحبؒ اس جگہ مفتاح الاسرار کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ شیخ سماء الدین ابراہیم کانپوری کا بھی یہی قول ہے۔

فصل در بیان مذہب ملاحدہ

ملاحدہ وہ لوگ ہیں جو:۔

"عالم راموجود باعتبار مے دانند و ترتیب ثواب وعقاب بر عمل وکردار
اعتقاد نکنند"

اس گروہ خبیثہ میں عنصریہ،کوکبیہ، سوفسطایہ اور موحدہ شامل ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ زمین میں بوئے گے وہ اُگ آئے گا۔ اس کے اُگنے میں قدرت کو کوئی دخل نہیں بلکہ یہ عمل تاثیر کواکب وعناصر کے تحت ہوگا۔ یہ لوگ مبداء و معاد کے مسائل کو دل لگی سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص مرتا ہے وہ گھاس کی طرح ضائع ہو جاتا ہے۔

یہ لوگ قرآن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف سمجھتے ہیں اور ان کا یہ کہنا ہے کہ احکام شرع اہل رائے نے بنائے ہیں۔ ملاحدہ نماز کا مذاق اڑاتے ہیں اور جب کسی کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدا کو آسمان پہ ماننا اور سر زمین پہ رکھنا بھی کوئی دانائی کا کام ہے جب یہ لوگ حجاج کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ انہوں نے کیا گم کر دیا ہے جس کی تلاش میں یہ ادھر اُدھر بھاگ رہے ہیں۔ قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر یہ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ ان بے گناہوں کو کیوں مارتے ہو؟ ماہ رمضان کا نام انہوں نے ماہ گرسنگی و تشنگی ـــــ رکھا ہوا ہے۔

ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو قطرۂ آب انسان کی خلقت کا سبب ہے۔ اس کے باہر نکلنے سے غسل کیونکر واجب ہوتا ہے؟ حالانکہ اسی راہ سے پیشاب جو کہیں زیادہ گندہ ہے، نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ اس طرح یہ لوگ ماں بہن کی حرمت کے بھی قائل نہیں ہیں۔ یہ گروہ ـــ نقلیات کا منکر اور عقلیات کا داعی ہے اور ہر اسلامی شعار کا مذاق اڑانا اس کا بہترین شغل ہے۔

ملاحدہ کا طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک ندیم ابراہیم زردشتی سے شروع ہوا۔ اس طائفہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ ابراہیم زردشتی کے بدن پر برص نمودار ہوئی تو بنی اسرائیل نے اُسے جلاوطن کر دیا اور وہ ایران چلا آیا۔ جہاں گشتاسپ بن لہراسپ نے اُسے اپنے ہاں پناہ دی۔ ایران میں قیام کے دوران اس نے عوام کو آئین زندقہ و اباحت سے روشناس کرایا۔ اکاسرۂ ایران کی سرپرستی میں اس طریقہ کی ایران میں خوب ترویج ہوئی۔ جب یہودیوں کی ایران میں آمدورفت شروع ہوئی تو وہ بھی آئینِ اباحت سے روشناس ہوئے۔ رومیوں نے بھی اسی سرزمین سے

یہ فیض پایا اور حکمائے اشراق اور حکمائے مشائین بھی ایران میں رہتے ہوئے آئین زندقہ و اباحت سے اثر پذیر ہوئے۔

جب نوشیروان تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے والد کی وصیت کے مطابق زنادقہ اور اباحیتہ کا قلع قمع کیا۔ اسی کے عہد معدلت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایران پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانۂ خلافت میں:۔

"عبد اللہ ابن سبا، در لباس تشیع مجدد آں مذہب ناروا گشت و گروہا گروہ مردم از اہل کوفہ و بصرہ و مصر و یمن بناد انستگی گفتار او را پذیرفتند و بظاہر خویشتن را شیعہ آل محمد گویانده بباطن در فساد دین متین اسلام کوشیدند و فتنہ ہا زائید و بسے از نفوس طیبہ در باد خزاں فتنہ و فساد نابود شدند"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے بہتوں کو جہنم رسید کیا

ابو العباس السفاح اور ابو جعفر منصور کے عہد میں مزدک نام کے ایک شخص نے دوبارہ یہی فتنہ کھڑا کیا۔ مہدی و ہادی کے زمانے میں کثرت کے ساتھ لوگ گمراہ ہو گئے۔ ان پر نماز ادا کرنا اور غسل جنابت کرنا گراں گزرنے لگا۔ اسی طرح موسم گرما میں روزے رکھنا دوبھر ہوا۔ ادائیگی زکوٰۃ ان کو مشکل نظر آنے لگی۔ اس دوران میں ملاحدہ کے زیر اثر اتباع خواہش، زنا اور شراب کو فروغ ہوا۔

عہد مہدی میں سمر قند میں عبد اللہ ابن المقنع نے بھی دعوئے الوہیت کیا اور مسلمانوں کے خلاف خروج آرا ہوا۔ دار الخلافہ سے اس کے خلاف ایک لشکر جرار بھیجا گیا جس نے اس کے متبعین کی اکثریت کو جہنم واصل کیا۔ مہدی اور ہادی کو خدا نے توفیق عطا فرمائی اور انھوں نے حتی الوسع زندقہ و الحاد کو دبایا۔ ہارون الرشید کے آخری ایام حکومت میں اس فتنہ نے دوبارہ سر اٹھایا اور اس بار رؤسائے عرب اور ملوک عجم بھی گروہ ملاحدہ میں شامل ہو گئے۔ عباسیوں کے اکثر ذریا اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس زمانے میں زندقہ و الحاد کی ہوا کچھ ایسی چلی کہ اکثر ہاشمی بھی گمراہ ہو گئے۔ ان میں سے یعقوب بن العقیل بن عبد الرحمٰن بن عباس ربیعہ بن الحارث بن

عبدالمطلب خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس نے اپنی بیٹی کو حمل کر دیا اور عوام میں زندیق کے لقب سے مشہور ہوا۔

المعتصم کے عہدِ خلافت میں مایک نامی ایک رومی نے مذہب الحاد کا پرچار شروع کیا۔ خلیفہ نے اس کے مقابلے پر پے در پے لشکر روانہ کیے، تب کہیں اس کا زور ٹوٹا۔ خلیفہ المتوکل کے عہد میں قرامطہ نے سر اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ لوگ حجاز، عراق اور سندھ پر قابض ہو گئے۔ انھوں نے حجاج کے قافلوں کو لوٹنا اپنا شعار بنایا اور ان کی جرأت یہاں تک بڑھی کہ وہ بیت اللہ سے حجرِ اسود کو اٹھا کر لے گئے۔

اسی زمانے میں باطنی فرقے کا ظہور ہوا، یہ لوگ خود کو شیعۂ اسمٰعیل بن جعفر صادق کہلاتے تھے۔ انھوں نے کچھ باتیں تو مجوس سے اخذ کیں اور باقی احکام فلاسفہ سے مستعار لیے۔ انھوں نے باطنی تعلیم کے بہانے احکامِ شریعت ساقط کر دیے۔ ان کے طریقے کا کسی نے ان الفاظ میں تجزیہ کیا ہے:

"ظاہر مذہب شیعہ باطن مذہب الحاد و کفر"

ملتان میں خدا نے شیخ حمید افغان کو توفیق دی اور اس نے قرامطہ کا خاتمہ کیا۔ اسی طرح سلطان محمود غزنوی نے بھی تائیدِ ایزدی سے ان پر ضرب کاری لگائی۔ ایران میں دیالمہ نے بھی لباس تشیع میں سر اٹھایا اور اپنی قلمرو میں الحاد کو فروغ دیا۔ وہ بھی سلطان محمود کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوئے۔

اقصائے مغرب میں اسماعیلیہ نے جو اس دیار میں علیدیہ کے نام سے معروف ہیں "سر از لحافِ گمنامی برداشت"۔ وہ کچھ تو خیر السلاطین صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں برباد ہوئے اور بقیہ کو سلطان سنجر نے تہِ تیغ کیا۔ اس کے بعد محمود بسنجوان اٹھا اور اس نے زندقہ و الحاد کا پرچار شروع کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اڑھائی سو سال تک الحاد کا نام سننے میں نہ آیا۔ اسمٰعیل صفوی کے تخت نشین ہوتے ہی زندقہ و الحاد میں از سرِ نو جان پڑ گئی۔

ہندوستان میں زندقہ و الحاد کا آغاز اس طرح ہوا کہ:

"در بادشاہیٔ سلطان عظیم الشان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حافظَ اللہُ عنہُ شیخ ابو الفضل ناگوری بساطِ آئین خسارت قرین را در مملکت ہندوستان گسترد

"وسرگزشت محمود بسنخوان و شیخ ابوالفضل ناگوری چوں بواقعی گوش آشنائے مردم نیست ونیز درتاریخ کما ینبغی نگاشتہ نشدہ ایں کمترین دریں محل ثبت می نماید"

محمود بسنخواں خورستان کے موضع بسنخوان کا رہنے والا تھا۔ وہ نوجوانی میں طلب حق میں گھر سے نکلا۔ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ آبادی سے باہر عبادت و مراقبہ میں مشغول رہتا اور درختوں کے پتوں اور گھاس پر گزارہ کرتا۔ ایک دن وہ ندی کے کنارے بیٹھا وضو کر رہا تھا کہ اُسے پانی میں کوئی چیز بہتی نظر آئی۔ جب وہ چیز اس کے قریب آئی تو اس نے اُسے بغور دیکھا تو وہ ایک تروتازہ گاجر تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس گاجر کو پکڑ لیا اور بیٹھے بیٹھے اُسے کھا گیا۔ اس کے بعد وہ ہر روز وقت مقررہ پر وضو کے لیے ندی پر پہنچتا اور ایک بہتی ہوئی گاجر اس کی طرف آتی اور وہ اُسے پکڑ کر کھا لیتا۔ وہ اس پر خوش تھا کہ خدا نے اس کے رزق کا اس طرح انتظام کر دیا ہے۔

محمود بسنخواں کو گاجریں کھاتے ہوئے دو ماہ گزر گئے تو اس کے دل میں یونہی ایک خیال آیا کہ دیکھنا تو چاہیے کہ روزانہ یہ گاجریں کہاں سے آتی ہیں۔ اگلے دن وہ وقت مقررہ سے پہلے ندی پر پہنچا اور پانی کے بہاؤ کے خلاف چل پڑا۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک برہنہ عورت ندی کے کنارے بیٹھی ——— زر دکے را محل مخصوص خود می فرستد و می برآرد و ساعتے نیک بداں عمل قیام نمود۔ چوں از کار پرداخت و آتش توقان او فرو نشست آں زردک را ہدآب از دست فرو ہشت۔ محمود نے دور سے یہ ماجرا دیکھا تو خدا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

" اے خدا تو اپنے مخلص بندوں کو ایسی چیزیں کھانے کو دیتا ہے؟"

اس واقعہ کے بعد وہ اس قدر دل برداشتہ ہوا کہ وہ اسلام سے پھر گیا اور اس نے الحاد کا پرچار کیا۔ اس نے اپنے عقاید پر تیرہ رسالے لکھے جن میں سے "بحر و کوزہ" سب سے گیا گزرا ہے "فضلا قی کردے درآنجا خدرا دہ گوش از شنیدن آں قی مے کند"۔ اس ملعون کے مذہب کے رؤسا میں سے شریف آملی اکبر کے عہد میں ہندوستان آیا اور ابوالفضل کا دست راست بنا۔ شریف آملی کا شمار ملاحدہ میں ہوتا ہے۔ وہ کسی زمانے میں مولانا محمد زاہد نبیرۂ مخدومی شیخ حسین خوارزمی کی خانقاہ میں قیام کے ارادے سے آیا۔ لیکن جب انھیں اس کے عقاید معلوم ہوئے تو انھوں نے اُسے اپنی خانقاہ سے نکال دیا۔ بلخ سے نکل کر وہ دکن چلا آیا اور وہاں اپنے

عقاید کا پرچار شروع کیا۔ دکن میں لوگ اس کے قتل کے درپے ہوئے تو وہ شمالی ہندوستان چلا آیا۔ کسی نہ کسی طرح وہ اکبر کے حضور میں باریاب ہوا اور پہلی ہی ملاقات میں اس نے "حرفہائے ناہموار" کہے جو بادشاہ نے پسند کیے۔ اکبر نے اسے ہزاری منصب دے کر اپنے مقربین کے زمرہ میں داخل کر لیا۔ وہ محمود بسنخواں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بنگال میں لوگوں کو مراتب چہار گانہ، جو ابوالفضل کے اجتہاد کا نتیجہ تھے، کی تلقین کیا کرتا تھا۔ اس نے بھی "بحر و کوزہ" کی طرز پر مہملات پر مشتمل ایک کتاب لکھی تھی۔

شیخ مبارک ناگوری کا شمار "دانشمند ملاؤں" میں ہوتا تھا اور وہ سید رفیع الدین شیرازی کا شاگرد تھا۔ شیخ مبارک کی شادی لاڈو سے ہوئی جس کے بطن سے فیضی، ابوالفضل، ابوالخیر ابوالمکارم اور ابوالبرکات پیدا ہوئے۔ شیخ کے مذہب کے متعلق خواجہ کلاںؒ رقمطراز ہیں:۔

"درہر عصر ہماں مشرب و مذہب شعار وقت خود می ساخت کہ ملوک و امرائے عصر بداں مذہب رغبت مے داشتند"[1]

شاید ایسے ہی شخص کے لیے کسی نے کہا ہے ع

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

سلطان ابراہیم لودھی کے عہد میں اُسے کٹر سنی سمجھا جاتا تھا اور سوریوں کے عہد میں لوگ اُسے مہدیوں کے زمرہ میں شمار کرتے تھے۔ ہمایوں کے زمانہ حکومت میں وہ خود کو نقشبندی صوفی ظاہر کرتا تھا۔ اکبر کے عہد میں وہ مشرب اباحت پر کاربند اور صلح کل ہونے کا دعوے کرتا تھا۔ شیخ مبارک کی طرح اس کے فرزند ابوالفضل میں بھی استقلال نام کو نہ تھا۔ خواجہ کلاںؒ رقمطراز ہیں:۔

"دل بالکل و سے ہیچ دیں و ملت قرار نے گرفت"

اس نے مجوس و نصاریٰ و یہود سے مذہب کے متعلق معلومات حاصل کیں اور انھیں لے کر اکبر کے دربار میں حاضر ہوا۔ وہ اکبر کی صحبت کو اپنے لیے تائید غیبی سمجھتا تھا۔

---

[1] خواجہ باقی باللہؒ کے انتقال کے وقت خواجہ کلاں ابھی بچے ہی تھے۔ اس لیے ان کی تربیت خواجہ بزرگ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین نے کی۔ خواجہ حسام الدین کی اہلیہ شیخ مبارک کی بیٹی اور فیضی اور ابوالفضل کی ہمشیرہ تھیں۔ اس لیے خواجہ کلاںؒ کی اس خاندان کے متعلق روایات بڑی وزنی ہیں۔

ابوالفضل نے شاہی فرامین بھیج کر دنیا بھر سے دوسرے مذاہب کی کتابیں حاصل کیں اور اسی شوق میں متھرا، بنارس، جگن ناتھ اور سومناتھ سے بھی کتابیں منگوائیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے اس کی حیرت میں اضافہ ہوا اور وہ نہ صرف یہ کہ دہریہ ہوا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اس نے اباحت میں قدم رکھا۔ اخلاق کے معاملے میں وہ کتبِ حکماء کو مقدم رکھتا تھا۔

ابوالفضل نے ایک کام اور بھی کیا، وہ یہ کہ ——— "در رنگ ابن مقفع خبیث مذکور کلیلہ ودمنہ را بطرز خاص تحریر نمود و در مقام تمثیل و استشہاد حکایات واہیہ از نزد خود افزود" (کفر و زندقہ کی یہ تمام منازل اس نے خود طے کیں اور) اس کے بعد شریف آملی سے ملا اور خوب ملحد ہوا اور بالآخر "باشارۂ بادشاہزادہ عالمیان ولی عہد نورالدین محمد جہانگیر" قتل ہوا۔

خواجہ کلاںؒ ایک موقع پر لکھتے ہیں کہ:۔

"عوام کی گمراہی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ "ہوسناک اور اوباش" لوگوں کا ایک گروہ فقراء کی خانقاہوں میں "آش و نان" مہیا کر رہا ہے جس کے کھانے سے فقراء کی قوتِ فہم وادراک میں نقص پیدا ہوتا ہے اور وہ وادیٔ الحاد میں جا نکلتے ہیں"

بسا اوقات لوگ صوفیوں کی تحریروں کو پڑھ کر یا ان کے وعظ سن کر جادۂ شریعت سے دور نکل جاتے ہیں۔ خواجہ کلاںؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار خواجہ آفاق محمد الباقیؒ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"میں نے اپنی بعض رباعیات میں وحدۃ الوجود کے مسائل پیش کیے ہیں اب میں سوچتا ہوں کہ ——— از ما تصنیف خوب واقع نشدہ است"

اسی ضمن نے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:۔

"مجھے بہت بعد جاکر یہ معلوم ہوا ہے کہ ورائی طریقہ وحدۃ الوجود راہے است وسیع و راہِ توحید نسبت بآں شاہراہ کوچۂ تنگی بیش نیست"

اس خیال سے کہ طریقت کے بعض مقامات اور ان کے احوال عوام کے فہم سے بالاتر ہیں۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کو یہ نصیحت فرمائی تھی:۔

اگر سخن گراید بطورِ علماء گراید نہ بطورِ صوفیہ و اگر احیاناً بطورِ صوفیہ

شود بہ اغلاق گراید کہ جز مخاطبت دقیقہ شناس دیگرے نفہمد و از آنجا چیزے فرا نگیرد کہ موجب ذلت و ہفوات وے شود۔"

واگر حضرت مجدد الف ثانیؒ اس نصیحت پر عمل پیرا ہوتے اور اپنے مکتوب یازدہم کی اشاعت نہ فرماتے تو انہیں گوالیار میں سنتِ یوسفی کی پیروی نہ کرنا پڑتی۔

خواجہ کلاںؒ رقمطراز ہیں کہ :-

" ان حقائق سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں جو بھی خرابیاں پیدا ہوئیں وہ دہریوں، طبیعیوں، اسماعیلیوں اور مباحیوں کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔ اب حضرت بادشاہ دین پناہ امام السلطنۃ والسلاطین وقطب الخواقین زینہار زماں وزمین و بادشاہ عالم وعالمین موسس قواعد العقل والداد دافع احکام الظلم وقامع بنیان الحاد نزہتہ الدہر بہجۃ العصر الاسلام عضد قوی وللحق برہان جلی ثافت للمزدقۃ والشیاطین وشمس بازغ لاہل معرفت والیقین محی الخلفاء الراشدین ومنقبۃ امیر سید المرسلین ظل اللہ الظلیل امیر المومنین صاحبقرآن ثانی شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ اطال اللہ عمرہٗ کو حکمائے یونان اور فلاسفہ ناپسند ہیں اور اسی وجہ سے زندیق بھی اس سے خائف وترساں رہتے ہیں۔"

آخر میں خواجہ کلاںؒ رقمطراز ہیں کہ :-

" ان دنوں ائمہ متقی کم رہ گئے ہیں جو دین کی غم خواری کریں۔ اس لیے بادشاہ سے کہو کہ وہ یہ کام کرے۔"

(بشکریہ برہان)